قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 02/ اکتوبر 2020ء | 15 صفر 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 233

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَا مِنۡ مَّوۡلُوۡدٍ اِلَّا یُوۡلَدُ عَلَی الۡفِطۡرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُنَصِّرَانِہٖ اَوۡ یُمَجِّسَانِہٖ کَمَا تُنۡتَجُ الۡبَھِیۡمَۃُ بَھِیۡمَۃً جَمۡعَآءَ ھَلۡ تُحِسُّوۡنَ فِیۡھَا مِنۡ جَدۡعَآءَ؟

(مسلم کتاب القدر باب معنی کل مولود یولد علی الفطرۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرتِ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں۔ یعنی قریبی ماحول سے بچے کا ذہن متاثر ہوتا ہے جیسے جانور کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا۔ کیا تمہیں ان میں کوئی کان کٹا نظر آتا ہے؟ یعنی بعد میں لوگ اس کا کان کاٹتے ہیں اور اسے عیب دار بنا دیتے ہیں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

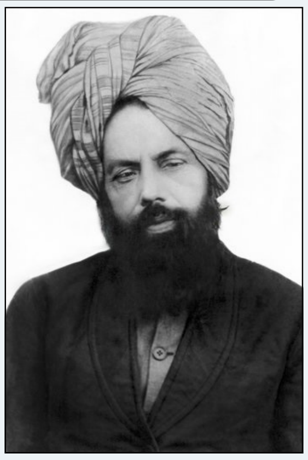

ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔

نیز فرمایا:

ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔ (ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بت پرستی ہے۔...... فرمایا: اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آ جاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آ سکتا ہے نہ باپ، نہ ماں، نہ کوئی اَور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ (التغابن: 16) اولاد اور مال انسان کے لئے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مر چکی ہے زندہ کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہو گا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کرے گا؟ پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔‘‘

(الحکم 22/ اگست 1908ء، ملفوظات۔ جلد پنجم۔ صفحہ 602، 603)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجۡنُبۡنِیۡ وَبَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ۔

(ابراہیم: 36)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

فرمان خلیفہ وقت

اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’پھر ایک عام بات ہے جس کی طرف والدین کو توجہ دینی ہو گی۔ وہ ہے اپنے بچوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کریں، اُنہیں متقی بنائیں اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک والدین خود متقی نہ ہوں یا متقی بننے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ جب تک عمل نہیں کریں گے مُنہ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اگر بچہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماں باپ اپنے ہمسائیوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے، اپنے بہن بھائیوں کے حقوق غصب کر رہے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر میاں بیوی میں، ماں باپ میں ناچاقی اور جھگڑے شروع ہو رہے ہیں تو پھر بچوں کی تربیت اور ان میں تقویٰ پیدا کرنا بہت مُشکل ہو جائے گا۔ اس لئے بچوں کی تربیت کی خاطر ہمیں بھی اپنی اصلاح کی بہت ضرورت ہے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 150)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ’’بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو‘‘۔ گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے ’’تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں

بقیہ صفحہ 8 پر

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- قدرت ثانیہ (منظوم)
- حضرت لقمان علیہ السلام
- عظیم کولمبیا

دربارِ خلافت

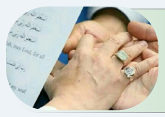

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جیسا کہ میں نے کہا پہلے روشن خیالی کے نام پر بعض غلط کام کئے جاتے ہیں اور پھر وہ برائیوں کی طرف دھکیلتے چلے جاتے ہیں۔تو یہ نہ ہی تفریح ہے، نہ آزادی بلکہ تفریح اور آزادی کے نام پر آگ کے گڑھے ہیں۔اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے، مومنوں کو کھول کر بتا دیا کہ یہ آگ ہے، یہ آگ ہے اس سے اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنی اولادوں کو بھی بچاؤ۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں جو اس معاشرے میں رہ رہے ہیں ان کو بھی میں کہتا ہوں کہ یہ تمہاری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ اس لہو و لعب میں پڑا جائے، یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے تمہارے میں اور غیر میں فرق ہونا چاہئے۔اسی طرح ہر احمدی کو ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی ضرورت ہے۔ آپس میں محبت و پیار اور بھائی چارے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ہر قسم کے دھوکے سے اپنے آپ کو بچانے کی ضرورت ہے۔ نظامِ جماعت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ کی خوبصورتی تو نظامِ جماعت ہی ہے۔ اگر اس خوبصورتی سے دور ہٹ گئے تو ہمارے میں اور غیر میں کیا فرق رہ جائے گا۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ تم نمازیں پڑھتے ہو وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔تم روزے رکھتے ہو دوسرے مسلمان بھی روزے رکھتے ہیں۔تم حج پر جاتے ہو دوسرے بھی حج پر جاتے ہیں۔ یا بعض صدقات بھی دیتے ہیں تو کوئی فرق ہونا چاہئے۔ ایک بڑا واضح فرق نظامِ جماعت ہے۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلافت سے تو ہمارا وفا کا تعلق ہے لیکن جماعتی نظام سے اختلاف ہے۔ جماعتی نظام بھی خلافت کا بنایا ہوا نظام ہے، اگر کسی عہدیدار سے شکایت ہے تو خلیفہ وقت کو لکھا جا سکتا ہے۔ اس کی شکایت کی جا سکتی ہے۔لیکن نظامِ جماعت کی اطاعت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اسی طرح عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ لوگوں کے لئے ابتلا کا سامان نہ بنیں۔لوگوں کو ابتلا میں نہ ڈالیں اور سچی ہمدردی اور خیر خواہی سے ہر ایک سے سلوک کریں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شرائطِ بیعت میں نمازوں کی طرف توجہ دلائی ہے کہ میرے سے منسوب ہونے کے لئے نمازیں شرط ہیں۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 مطبوعہ ربوہ)

اس بارے میں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔لیکن اس مضمون کو آپ نے نمازوں کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرو اور اس کے احسانوں کو ہمیشہ یاد رکھو۔

پھر چوتھی شرط بیعت آپ نے بیان فرمائی کہ نفسانی جوش کے تحت نہ زبان سے نہ ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہیں دینی۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ نے فرمایا کہ ہر حالت میں، تنگی کے حالات ہوں یا آسائش کے خدا تعالیٰ سے بے وفائی نہیں کرنی بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں قدم آگے بڑھانا ہے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 مطبوعہ ربوہ)

جیسا کہ میں بیان کر آیا ہوں کشائش جو اللہ تعالیٰ نے اس ملک میں آنے کی وجہ سے آپ کو عطا فرمائی ہے اس کے حقیقی شکر گزار بندے بنیں۔بعض لوگ آج کل کے معاشی حالات کی وجہ سے جو دنیا میں گزشتہ تقریباً دو سال سے عمومی طور پر چل رہے ہیں پریشانی کا شکار بھی ہیں۔لیکن اس پریشانی میں بھی خدا تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑنا۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھول کر بیان فرمایا ہے۔

پھر ایک شرط یہ آپ نے رکھی کہ دنیا کی رسموں اور ہوا و ہوس سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرنی ہے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159)

اب اللہ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت کرنے کے لئے قرآنِ کریم کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے تا کہ قرآنِ کریم میں اس کے جو حکم ہیں ان کو سمجھ کر ان پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو۔

پھر ایک شرط یہ فرمائی کہ ہر قسم کا تکبر چھوڑنا ہو گا اور عاجزی اختیار کرنی ہو گی۔ (ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 159 مطبوعہ ربوہ)

پھر آٹھویں شرط میں آپ فرماتے ہیں کہ اور دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان، مال اور عزت اور اولاد اور ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز سمجھ لیں۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 160 مطبوعہ ربوہ)

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 2010ء)

قدرت ثانیہ

یہ تیری کرامت ہے پیارے جو دشت کو سبزہ زار کیا
اس بستی کو آباد کیا ، ہر صحرا کو گل زار کیا

قادر کی پہلی قدرت نے ہر وحشی کو انسان کیا
قادر کی دوسری قدرت نے ہر پت جھڑ کو گلبار کیا

ہر ایک نظر نے دیکھا ہے تم کتنے پیارے محسن ہو
ہر باغ سے پھول چنے تم نے ہر دل کو لالہ زار کیا

تری پیار بھری اس قربت نے اور پاک مطہر صحبت نے
ان لوگوں کو اس دنیا کی آلائش سے بے زار کیا

بن تیرے نہ کوئی چاہت ہے نہ اور کسی کی طاعت ہے
بس ہاتھ پر رکھ کے ہاتھ ترے یہ ہم نے ہے اقرار کیا

ہر حکم پر تیرے سب کے سب ہی جان لٹانے والے ہیں
ان تیرے چاہنے والوں نے اس بستی کو گلنار کیا

ہم مجبوروں نے اے جاناں ظلمت میں دیپ جلائے ہیں
ان دیپ جلانے والوں نے تجھے یاد ہے لاکھوں بار کیا

ہم لوگ محبت کرتے ہیں ، تیرے پیار کی مالا جپتے ہیں
ترے پیار کی خوشبو سے ہم نے سب جگ کو عنبر بار کیا

(سید محمود احمد شاہ۔ ربوہ)

حضرت لقمان علیہ السلام

مبارک احمد منیر مربی سلسلہ برکینا فاسو

قرآن کریم کی سورہ 31لقمان کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس سورہ میں ایک ایسی ہستی کا ذکر پایا جاتا ہے جو اپنے بیٹے کو بہت اہم نصائح کرتی ہے۔ اس بزرگ ہستی کا نام لقمان ہے اور حکمت و دانائی میں ضرب المثل ہے۔عرب میں زمانہ جاہلیت میں بھی حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر کثرت سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ شعرائے جاہلیت مثلاً امرؤالقیس، لبید، طرفہ وغیرہ کے کلام میں لقمان کا ذکر موجود ہے۔ اہل عرب میں بعض پڑھے لکھے لوگوں کے پاس صحیفہ لقمان کے نام سے ان کے حکیمانہ اقوال کا ایک مجموعہ بھی موجود تھا۔ چنانچہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے مدینے کا اولین شخص جو نبی ﷺ سے متاثر ہو اوہ سوید بن صامت تھا۔ وہ حج کے لئے مکہ گیا۔ وہاں حضور ﷺ اپنے قاعدے کے مطابق مختلف علاقوں سے آئے ہوئے حاجیوں کی قیام گاہ جاکر دعوت اسلام دیتے پھر رہے تھے۔ اس سلسلہ میں سوید نے جب نبی اکرم ﷺ کی تقریر سنی تو اس نے آپ سے عرض کیا کہ آپ جو باتیں پیش کر رہے ہیں ایسی ہی ایک چیز میرے پاس بھی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا مجلہ لقمان ہے۔ اس پر آپ ﷺ کی فرمائش پر اس نے اس مجلہ کا کچھ حصہ آپ ﷺ کو سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بہت اچھا کلام ہے مگر میرے پاس ایک اور کلام اس سے بھی بہتر ہے۔ اس کے بعد آپ نے اسے قرآن سنایا او اس نے اعتراف کیا کہ یہ بلا شبہ مجلہ لقمان سے بہتر ہے۔ یہی روایت حضرت مرزا بشیر احمد ایم اےؓ اپنی کتاب سیرت خاتم النبیین میں صفحہ 221 پر بھی درج کی ہے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا حسب نسب اور حلیہ

حضرت لقمان علیہ السلام کے حلیہ کے بارہ میں بھی مختلف روایات ملتی ہیں۔

ان کا حسب نامہ ایسے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ لقمان بن عنقابن سدون ہے اور کہتے ہیں کہ وہ مصری علاقہ سوڈان کے نوبی قبیلہ سے تھے اور پستہ قد بھاری بدن سیاہ رنگ تھا۔ ہونٹ موٹے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت سے حصہ وافر عطاء کیا گیا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد دوم صفحہ 586)
ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ ’’حضرت ایوبؑ کے بھانجے تھے۔ اور انھی سے علم حاصل کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ بنی اسرئیل میں قاضی رہے۔ ان کے سلسلہ نسب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ لقمان بن باعور بن ناحور بن تارح اور تارح حضرت ابراہیم کے باپ تھے۔‘‘ (معالم التنزیل سورہ لقمان زیر آیت 12)(اردو دائرہ معارف اسلامیہ زیر لفظ لقمان)صاحب اردو دائرہ معارف اسلامیہ نے خود ہی اس خیال کا رد بھی کیا ہے کہ اگر مندرجہ بالا نسب ہوتا تو یہود کی تاریخ میں ضرور اس کا ذکر ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے اس لیے یہ غلط ہے۔

قصص القرآن میں لکھا ہے کہ ’’تاریخ قدیم میں لقمان نام کی ایک اور شخصیت کا پتہ چلتا ہے جو عاد ثانیہ (قوم ہود علیہ السلام) میں ایک نیک بادشاہ گزرا ہے اور خالص عرب نژاد ہے۔ ابن جریر، ابن کثیر، سہیلی جیسے مؤرخین کی رائے یہ ہے: مشہور لقمان حکیم افریقی النسل تھا اور عرب میں ایک غلام کی حیثیت میں آیا تھا‘‘۔

(قصص القرآن جلد 3 صفحہ 33)

قصص القرآن میں ایک اور روایت حضرت ابن عباس سے لی گئی ہے کہ

عن ابن عباس قال کان عبدا حبشیانجارا۔ وعن جابر بن عبداللہ قال کان لقمان قصیرا ا فطش من النوبة

یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ لقمان حبشی غلام تھے اور نجاری کا پیشہ کرتے تھے اور جابر بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ لقمان پستہ قد موٹے ہونٹ والے نوبہ کے قبیلہ سے تھے۔

’’قتادہ عبد اللہ بن زبیر کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آخر الذکر نے جابر بن عبد اللہ سے کہا کہ انہیں لقمان کے بارے میں جو جو باتیں معلوم ہوئی ہوں وہ انہیں بتائیں تو جابر بن عبد اللہ بولے کہ وہ چھوٹے قد کے چپٹی ناک والے شخص تھے۔‘‘

(تاریخ ابن کثیر جلد دوم ص 587)

ایک روایت میں ہے کہ ’’ایک سیاہ شخص حضرت سعید بن مسیبؓ کے پاس کچھ پوچھنے آیا تو انہوں نے فرمایا کہ سیاہ رنگ کی وجہ سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بہترین لوگوں میں تین سیاہ افراد بھی شامل ہیں۔ بلال، حضرت عمرؓ کے غلام مھجع اور لقمان حکیم۔لقمان حکیم نوبہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے ہونٹ بڑے بڑے تھے۔ امام اعمش مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ لقمان سیاہ رنگ کے تھے۔ ہونٹ بڑے بڑے تھے اور دونوں پاؤں پھٹے ہوئے تھے۔ ایک روایت میں چوڑے قدم بتایا گیا ہے۔‘‘

(تاریخ بن کثیر جلد دوم ص 587)

تفسیر کشاف میں سورۃ لقمان کی تفسیر میں ذکر ہے کہ

وقیل قاضیا فی بنی اسرئیل، واکثر الاقاویل انه کان حکیماولم یکن نبیا وعن ابن عباسؓ لقمان لم یکن نبیا ولا ملکا، ۔۔۔ وقال عکرمة والشعبی کان نبیا۔ وقیل خیر بین النبوة والحکمة فاختار الحکمةوعن ابن المسیب کان اسود من سودان مصر خیاطاً۔۔۔ وقیل کان نجاراً

(تفسیر کشاف سورۃ لقمان زیر آیت 13)

کہ کہا گیا وہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے اور اکثر کہتے ہیں وہ حکیم تھے نبی نہیں تھے۔حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ لقمان نبی نہیں تھے اور نہ ہی بادشاہ تھے۔عکرمہ اور شعبی سے مروی ہے کہ وہ نبی تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو نبوت اور حکمت پیش کی گئی لیکن آپ نے حکمت اختیار کی۔ ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ سوڈان کے کالے رنگ کے تھے اور درزی تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بڑھئی تھے۔

ایک روایت ابن ابی حاتم کی ملتی ہے کہ وہ حضرت ابو الدرداءؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن آپ نے حضرت لقمان حکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مال و دولت، اہل و عیال، حسب نسب اور حسن میں سے کسی چیز سے نہیں نوازا گیا تھا۔آپ چوڑے جسم والے، خاموش، طویل غور وفکر کرنے والے، گہری نظر والے، دن میں کبھی نہیں سوئے، آپ کو کسی نے تھوکتے نہیں دیکھا، گلے سے آواز نکالتے کسی نے نہ سنا، پیشاب کرتے کسی نے نہیں دیکھا، پاخانہ کرتے کسی نے نہیں دیکھا، غسل کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا، فضول کام میں کبھی ملوث نہ ہوئے، کبھی زور سے ہنسے نہیں، آپ اپنی باتوں کو دہراتے بھی نہ تھے۔ البتہ کوئی حکمت کی بات اگر آپ فرماتے تو کوئی اس کو دہرانے کے لئے کہتا تو آپ اسے دہرا دیتے۔ آپ نے شادی کی اور اولاد بھی ہوئی تھی۔ لیکن وہ فوت ہوگئی۔ آپ ان کے مرنے پر روئے نہیں، آپ حکام اور سلاطین کے پاس جاتے تھے لیکن جانے کا مقصد ان کے حالات سے عبرت حاصل کرنا ہوتا تھا۔ اسی لئے اللہ نے آپ کو مقام بلند عطاء کیا۔

(تاریخ ابن کثیر جلد دوم ص 587)

جامع البیان میں ہے کہ ’’عن مجاهد قال کان لقمان الحکیم عبداً حبشیاًغلیظ الشفتین، مصفح القدمین قاضیاًعلی بنی اسرائیل‘‘

(جامع البیان فی تفسیر القرآن سورہ لقمان زیر آیت نمبر 12)

کہ حضرت لقمان حبشی غلام، موٹے ہونٹوں والے اور چوڑے پاؤں والے اور بنی اسرائیل میں قاضی کے منصب پر فائز تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم جانتے ہو کہ لقمان کون تھے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔فرمایا وہ ایک حبشی تھے۔

(تفسیر درمنثور اردو جلد ۵ ص468سورہ لقمان)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حبشیوں کو لازم پکڑلو ان میں سے تین افراد جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے: حضرت لقمان حکیم، حضرت نجاشی اور حضرت بلال مؤذن

(تفسیر درمنثور اردو جلد ۵ ص468سورہ لقمان)

عن ابن عمرقال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول حقا اقول لم یکن لقمان نبیاً ولکن عبد صصامة کثیر التفکیر، حسن الیقین، احب اللہ فاحبه وضمن علیه بالحکمة

(الکشف والبیان الثعلبی سورہ لقمان زیر آیت نمبر 12)

کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لقمان نبی نہیں تھے لیکن خاموش رہنے والے اور کثرت سے غور وفکر کرنے والے، اچھی سوچ والے تھے وہ اللہ سے محبت کرتے تھے پس اللہ بھی ان سے محبت کرتا تھا اور ان کو حکمت عطاء کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’کہتے ہیں لقمان بھی سیاہ منظر تھے‘‘

(ملفوظات جلد چہارم ص 414)

تفسیر درمنثور میں ایک روایت درج ہے کہ ’’امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابومسلم خولانیؒ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لقمان علیہ السلام ایسے بندے تھے جو بہت سوچ و بچار کرنے والے، حسن ظن رکھنے والے اور بہت شہرت

رکھنے والے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس سے محبت کی۔ اس پر حکمت کے ساتھ احسان فرمایا۔حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے انہیں خلافت کے ساتھ نداء کی گئی۔ ان سے کہا گیا اے لقمان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنا خلیفہ بنالے تو تو لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے؟ لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھے زبردستی یہ اختیار دے تو میں قبول کرلوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا تو وہ میری مدد فرمائیگا، مجھے علم عطاء فرمائے گا اور مجھے غلطی سے محفوظ رکھے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور آزمائش کا سوال نہیں کروں گا۔ فرشتوں نے کہا ایسا کیوں؟ حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا بادشاہ سخت ترین اور آلودہ جگہ پر ہوتا ہے۔ ہر جانب سے ظلم اس پر چھایا ہوتا ہے۔ اسے بے یار ومدد گار چھوڑ دیا جاتا ہے یا اس کی مدد کی جاتی ہے۔ اگر وہ درست فیصلہ کرے تو اس قابل ہے کہ نجات پائے۔ اگر غلطی کرے تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ جو آدمی دنیا میں کمزور ہے اس سے بہتر ہے جو دنیا میں معزز اور معروف ہے۔ جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے دنیا بھی اس سے چھن جاتی ہے اور آخرت کے ملک تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے اس کی اچھی گفتگو سے متعجب ہوئے۔ وہ ایک لمحہ کے لیے سوئے اور حکمت کا ایک خراٹا لیا۔ بیدار ہوئے اور یہ باتیں کیں۔ ان کے بعد حضرت داؤدؑ کو خلافت کی ندا کی گئی۔ انہوں نے خلافت کو قبول کرلیا اور حضرت لقمان علیہ السلام جیسی شرط نہ لگائی اور غلطی میں واقع ہوگئے۔ ان کی غلطی سے درگزر کرلیا گیا۔حضرت لقمان علیہ السلام اپنے علم اور حکمت سے ان کی مدد کرتے۔حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے لقمان تجھے مبارک ہو، تجھے حکمت دی گئی اور تجھ سے مصیبت کو دور کردیا گیا‘‘

(تفسیر درمنثور اردو جلد ۵ ص469 سورہ لقمان)

حضرت لقمان علیہ السلام کے بارہ میں آتا ہے کہ سب سے پہلے آپ کی حکمت و دانائی کا ایسے پتہ چلا کہ ایک دن آپ کے مالک نے حکم دیا کہ بکری ذبح کرو اور اس کا بہترین حصہ لے آؤ۔ اس پر آپ نے بکری ذبح کی اور بکری کی زبان اور دل لے آئے۔ کچھ عرصہ بعد مالک نے حکم دیا کہ بکری ذبح کرو اور اس کے جسم کا بدترین حصہ لے آؤ تو آپ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بکری ذبح کی اور اس کا دل اور زبان لے آئے۔ اس پر مالک نے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ جب یہ دونوں حصے اچھے ہو جائیں تو سب سے بہترین یہی ہوتے ہیں اور جب یہ دونوں حصے اگر برے ہوجائیں تو سب سے برے حصے یہی ہوتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت لقمان علیہ السلام کی زندگی کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ’’وہ ابھی چھوٹے ہی تھے کہ انہیں کسی نے ان کے والدین کی وفات کی وجہ سے غلام بنالیا اور ایک تاجر کے پاس بیچ دیا۔ اس تاجر نے انہیں ذہین اور ہوشیار سمجھ کر ان سے غلاموں والا سلوک ترک کردیا اور ان سے محبت کرنے لگا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد دوم ص298)

حضرت لقمان علیہ السلام نبی تھے یا نہیں

حضرت لقمان علیہ السلام نبی تھے یا نہیں اس کے بارہ میں مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔

’’امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، سمجھ بوجھ اور ذہانت ہے نہ کہ نبوت۔‘‘

(تفسیر درمنثور اردو جلد ۵ ص469 سورہ لقمان)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد اسلام میں سمجھ بوجھ ہے۔ آپ نبی نہ تھے اور نہ ہی ان کی طرف وحی کی گئی۔

(تفسیر درمنثور اردو جلد ۵ ص470 سورہ لقمان)

تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن میں لکھا ہے کہ ’’قال قتادۃ ولم یکن نبیاًولم یوح الیہ۔۔۔۔عن مجاھد انہ قال کان لقمان رجلاً صالحاًولم یکن نبیاً‘‘

(تفسیر جامع البیان فی تفسیر القرآن سورہ لقمان زیر آیت 12)

کہ قتادہ نے کہا کہ حضرت لقمان نبی نہیں تھے اور نہ آپ کی طرف وحی ہوئی۔۔۔ مجاہد نے کہا کہ لقمان صالح آدمی تھے لیکن نبی نہیں تھے۔

تفسیر درمنثور میں امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نبی تھے۔

(تفسیر درمنثور اردو جلد ۵ ص470 سورہ لقمان)

تفسیر کشاف میں بھی ذکر ہے کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو نبوت اور حکمت پیش کی گئی تو آپ نے حکمت اختیار کی۔

حضرت مصلح موعودؓ الزامی جواب دیتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

’’پھر حضرت لقمان علیہ السلام کو یہ لوگ نبی مانتے ہیں اور ان کے متعلق ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ایک جگہ ملازم رہے۔‘‘

(انوارالعلوم جلد 8 ص69)

پھر تفسیر کبیر میں بھی فرماتے ہیں کہ ’’مثنوی رومی میں حضرت لقمان علیہ السلام کے متعلق جن کو بعض لوگ نبی سمجھتے ہیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد2 ص298)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک انگریزی درس القرآن میں فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام نبی نہیں تھے اور نہ ہی قرآن نے انہیں نبی کہا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے واضح ارشاد اور حضرت مصلح موعودؓ کا بھی طرز کلام یہی بتاتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی نبی نہیں تھے کیونکہ وہ دونوں جگہوں پر دوسرے بعض مسلمانوں کے اعتقاد کا ذکر الزامی جواب کے رنگ میں دے رہے ہیں۔ واللہ اعلم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ انوارالعلوم میں ایک جگہ حضرت لقمان کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ

’’حضرت لقمان علیہ السلام ایک شخص کے ملازم تھے۔ آقا بوجہ ان کی مخلصانہ خدمات کے ان سے بہت پیار کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کے پاس خربوزہ آیا جو بے بہار کا تھا۔ اس نے عجوبہ چیز سمجھ کر ایک پھانک ازراہ محبت لقمان کو دی، آپ نے اسے چٹخارے لے لے کر کھانا شروع کیا حالانکہ دراصل وہ خربوزہ بہت تلخ اور بدمزہ تھا۔ آقا نے اپنے وفادار مخلص غلام کو چٹخارے لیتے دیکھ کر ایک پھانک اور دی جو آپ نے بڑے مزے سے کھائی۔ یہ حالت دیکھ کر آقا کو شوق ہوا کہ میں بھی خربوزہ کھاؤں۔ کیونکہ بڑا مزیدار معلوم ہوتا ہے۔ جب اس نے چکھا تو معلوم ہوا سخت کڑوا اور بدمزہ ہے۔ اس نے حضرت لقمان علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ خربوزہ تو سخت کڑوا ہے۔ آپ نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔ میں اس خیال سے کہ آپ کو پسند ہے بار بار پھانکیں دیتا رہا۔حضرت لقمان علیہ السلام نے جواب دیا کہ اتنی مدت آپ کے ہاتھ سے میٹھی اور خوشگوار چیزیں کھاتا رہا ہوں۔ میں بڑا ہی ناشکر گزار ہوتا کہ جس ہاتھ سے اس قدر میٹھی چیزیں کھائیں اس سے ایک کڑوی ملنے پر ناک بھوں چڑھاتا۔‘‘

(انوارالعلوم جلد1 ص379,380)

حضرت لقمان علیہ السلام کی شخصیت کے بارہ میں شدید اختلافات پائے جاتے ہیں۔بعض عرب کی روایات کے مطابق بعض لوگ لقمان کو قوم عاد کا ایک فرد اور یمن کا ایک بادشاہ قرار دیتے تھے۔مولانا سید سلیمان ندوی نے انہی روایات پر اعتماد کرکے ارض القرآن میں رائے ظاہر کی ہے کہ قوم عاد پر خدا کا عذاب آنے کے بعد اس قوم کے جو اہل ایمان حضرت ہودؑ کے ساتھ بچ رہے تھے، لقمان انہی کی نسل سے تھے۔ اور یمن میں اس قوم نے جو حکومت قائم کی تھی یہ اس کے بادشاہوں میں سے ایک تھے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں لقمان حکیم کے حسب ونسب کے متعلق مزید ذکر ہے کہ کتاب التیجان میں حسب ونسب کسی قدر مختلف ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ افریقی الاصل نہیں بلکہ عربی النسل تھے۔

’’وہب بن منبہ کی روایت ہے کہ جب شداد بن عاد کا انتقال ہوا تو حکومت اس کے بھائی لقمان بن عاد کو ملی۔لقمان کو سو آدمیوں کے برابر حاسہ ادراک عطاء ہوا تھا اور اپنے زمانے میں سب سے زیادہ طویل القامت انسان تھے۔ وہب نے یہ بھی روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ ان کا نسب نامہ لقمان بن عاد بن الملطاط بن السکسک بن وائل بن حمیر ہے‘‘۔

(اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص129)

قصص القرآن جلد سوم کے صفحہ نمبر 34 میں حضرت لقمان علیہ السلام کی شخصیت کے بارہ میں مختلف حوالے پیش کیے گئے ہیں چنانچہ ذکر ہے کہ تاریخ قدیم میں لقمان نام کی ایک اور شخصیت کا پتہ چلتا ہے جو عاد ثانیہ میں ایک نیک بادشاہ گزرا ہے اور خالص عرب نژاد ہے۔ ابن جریر ابن کثیر سہیلی جیسے مورخین کی رائے یہ ہے: مشہور لقمان حکیم افریقی نسل تھے اور عرب میں ایک غلام کی حیثیت میں آئے تھے۔

مشہور مورخ اور صاحب مغازی محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ لقمان حکیم عرب کے مشہور قبیلہ عاد سے یعنی عرب بائدہ کی نسل سے تھے اور غلام نہ تھے بلکہ بادشاہ تھے۔ چنانچہ بعض کے نزدیک لقمان حکیم اور لقمان بادشاہ ایک ہی شخصیت ہیں اور وہ بلاشبہ عاد ثانیہ کے نیک بادشاہوں میں اور بہت بڑے حکیم و دانا تھے اور عرب لقمان کے نام سے جو صحیفہ منسوب تھا وہ ان ہی لقمان عاد کا ہی ہے۔ اس کے دعویٰ میں وہ ایک دلیل یہ لاتے ہیں کہ شاعر زمانہ جاہلیت سلمٰی بن ربیعہ کے اشعار اس حقیقت کو بخوبی واضح کرتے ہیں۔جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’حوادث زمانہ نے قبیلہ طسم کو اسکے بعد ذاجدون شاہ یمن کو اہل جاش و مارب کو اور قبیلہ لقمان کو مٹا دیا‘‘

حضرت لقمان علیہ السلام کے بادشاہ ہونے کے بارہ میں ایک یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو عاجزی اختیار کرنے کی نصیحت کی زمین پر اکڑ کر نہ چلنے کی نصیحت کی۔ یہ سب باتیں ایک بادشاہ کے

لیے ہوسکتی ہیں نہ کہ غلام کے لیے کیونکہ غلام تو پہلے ہی عاجز ہوتا ہے اور دنیا کی لعن طعن اور جبر سے پسا ہوتا ہے۔ وہ کیسے ایسی نصیحتیں کرسکتا ہے۔

جماعت احمدیہ کے ایک عظیم محقق شیخ عبد القادر صاحب نے جماعت احمدیہ کے ایک پرانے رسالہ 'الفرقان' میں حضرت لقمان علیہ السلام پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں مختلف کتب کے حوالوں سے تفصیل بیان کی ہے۔ چنانچہ وہ حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ”عرب کی قدیم روایت بتاتی ہیں کہ لقمان حضرت نوح علیہ السلام کی پانچویں پشت میں عاد کے بیٹے تھے اور یمن کے بادشاہ حکمت میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ بہت طویل قامت اور اپنے جد امجد حضرت نوح علیہ السلام کی طرح طویل العمر۔ ان کی فطرت میں عام انسانوں کے مقابلہ میں فہم و ادراک سوگنا زیادہ تھا۔ وہ عرب کے ایک عظیم مصلح تھے۔ ان کے اقوال زبان زد خلائق اور ان کا ”مجلہ حکمت“ عرب میں شائع تھے۔“

(الفرقان ربوہ شمارہ نومبر 1965ء)

شیخ صاحب نے بعض کتب کے حوالے سے لکھا ہے کہ طوفان نوح کے بعد عاد کی حکومت عرب سے نکل کر عراق اور شام و مصر تک پھیل گئی تھی۔ چنانچہ عاد کے ایک بیٹے کا نام شداد تھا اور دوسرے کا نام لقمان تھا۔ جب عاد کی قوم مختلف ملکوں میں پھیل گئی تو حکمت لقمان بھی مختلف ملکوں تک پھیل گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت کی باتوں پر مشتمل صحیفہ مختلف جگہوں سے ملے ہیں۔ مصر میں اسوسی بادشاہ جس کا زمانہ 2500 قبل مسیح کے لگ بھگ ہے، کے دور حکومت میں شاہی نسل کے ایک وزیر فتاح ہوتپ نے بزرگان قدیم کے کلمات حکمت کو مرتب کیا۔ اس میں لکھا ہے کہ بزرگان قدیم کی الہامی ہدایات اس میں شامل ہیں۔ بادشاہ مصر اسوسی اور اس کے فرزند اکبر فتاح ہوتپ کا زمانہ چونکہ وہی ہے جبکہ عاد عرب مصر میں حکمران تھے۔ اس لئے بالکل قرین قیاس ہے کہ فتاح ہوتپ قوم عاد میں سے ہو اور جس بزرگ کی الہامی ہدایات کو اس نے جمع کیا تھا وہ لقمان ہوں۔ فتاح ہوتپ کا صحیفہ مصر کے آثار سے نہایت عمدہ حالت میں برآمد ہوا ہے اور پیرس کے عجائب گھر میں محفوظ ہے۔ فتاح ہوتپ کے صحیفہ میں اپنے بیٹے کے نام 43 نصائح قلمبند کی گئی ہیں۔

شیخ صاحب نے مضمون میں مصر کے آثار سے برآمد ہونے والے ایک اور صحیفہ جس کو حکیم آنی کا صحیفہ کہا جاتا ہے اور اس کا زمانہ 2700 قبل مسیح بتایا گیا ہے، کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس میں بیٹے کو ماں کے بارہ میں بہت خوبصورت الفاظ میں نصیحت کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ شیخ صاحب نے مختلف حوالوں سے بتایا ہے کہ لقمان حکیم کی حکمت کی باتیں بابل اور یونان اور اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے کلام میں بھی ملتی ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اس بزرگ کی امثال سے استفادہ کیا۔ کتاب امثال اور صحیفہ فتاح ہوتپ کے اقوال حکمت میں بہت سی مشابہتیں ہیں۔ بالخصوص دونوں کتابوں کے مقدمہ میں مشابہت بہت قابل توجہ ہے۔

شیخ صاحب کے نزدیک عرب میں ایک حبشی الاصل حکیم لقمان اصل میں لقمان ثانی ہیں۔ چنانچہ بیان کرتے ہیں:

”عرب میں ایک حبشی الاصل حکیم کو بھی لقمان کا نام دیا گیا۔ یہ لقمان عاد نہیں بلکہ بہت بعد میں ہوئے۔ انہیں ہم لقمان ثانی کہہ سکتے ہیں۔ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئے۔ ان کا نام لقمان بن عنقاء ہے۔ کتاب امثال میں جس حکیم کا کلام درج ہے اس کا نام اجور بن یاقہ ہے۔ وہ ماسا کے تھے یعنی ایک اسماعیلی قبیلہ میں رہنے والے۔ ماسا حضرت اسماعیلؑ کے بیٹے اور شمالی حجاز کے ایک مقام کا نام ہے۔ اجور بن یاقہ اور لقمان بن عنقاء اغلباً ایک ہی ہیں۔ عنقا بگڑ کر یاقہ بن گیا۔ واللہ اعلم۔“

(الفرقان ربوہ نومبر 1965ء ص 32)

ان ساری باتوں سے مندرجہ ذیل خلاصہ ہمارے پاس آتا ہے:

(1) دنیا ئے تاریخ میں ایک بہت بڑی ہستی گزری ہے جو اپنی حکمت و دانائی کی وجہ سے بہت سی قوموں میں مشہور تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک مکمل سورت اس موضوع پر اتار کر ثابت کر دیا کہ وہ شخصیت کوئی فرضی کہانی نہیں تھی بلکہ فی الحقیقت ایسی ہستی گزری ہے۔

(2) زمانہ جاہلیت میں بھی صحیفہ لقمان کے نام سے ایک کتاب موجود تھی جسے عرب لوگ عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنی محفلوں میں اس کا تذکرہ کرتے تھے۔

(3) بعض کے نزدیک یہ ہستی عربی النسل تھی اور عاد قوم میں بادشاہ گزری ہے۔

(4) بعض کے نزدیک یہ عظیم ہستی افریقی نسل تھی اور مصر سوڈان کے رہنے والی تھی جو غلام بنا کر عرب لائی گئی۔

(5)

حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں حبشی النسل قرار دیا ہے۔

(6) حضرت مصلح موعودؓ کے نزدیک بھی یہ حبشی غلام تھے۔

(7) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نبی نہیں تھے۔

(8) بہت کم لوگوں کے نزدیک یہ نبی تھے۔

(9) شیخ عبد القادر صاحب کے نزدیک بھی یہ ایک عاد قوم میں بادشاہ گزرے ہیں اور ان کے حکمت و دانائی کے اقوال مختلف اقوام میں اور مختلف زمانوں میں رائج رہے ہیں۔

ان ساری باتوں کو دیکھتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی شخصیت کے بارہ میں کوئی ایک رائے نہیں ملتی بلکہ اتنی مشہور شخصیت ہونے کے باوجود ان کا حسب نسب کے بارے میں واضح بات سامنے نہیں آتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ عاد قوم میں بھی ایک بادشاہ گزرا ہو جو انتہائی نیک دل ہو اور حکمت و دانائی میں بھی اپنی مثال آپ ہوں۔ لیکن اصل میں جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام افریقی النسل اور غلام تھے اور بعد میں عرب میں آئے۔ بعد ازاں اپنی حکمت و دانائی کی وجہ سے مشہور ہوگئے۔ لیکن وقت کے گزرنے کے ساتھ دونوں شخصیتوں کو ملا دیا گیا۔ واللہ اعلم۔ بہرحال ایک بات ثابت ہے کہ قرآن کریم نے اس عظیم شخصیت کا نام لقمان بتایا ہے اور اس بات سے انکار کیا ہے کہ یہ کوئی افسانوی شخصیت تھی۔ کیونکہ مغرب و مشرق میں کسی افسانوی شخصیت کا اتنا مقبول ہونا قرین قیاس نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

”حضرت لقمانؑ کو جو حکمت عطاء ہوئی اس کا مرکزی نکتہ ہی شکر الٰہی ہے جس سے ان کی نصیحت کا آغاز ہوتا ہے۔“

(ترجمہ القرآن خلیفۃ المسیح الرابعؒ ص 710)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے حقائق الفرقان میں حضرت لقمان علیہ السلام کی دس نصائح جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کیں اور قرآن کریم نے ان کا ذکر کیا ہے، بیان فرمائی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحت بیٹے کیلئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے۔ تا کہ لوگ اس پر عمل کریں۔ اس میں دس احکام ہیں۔

(1) شرک سے مجتنب رہو۔

(2) والدین سے حسن سلوک کرو سوائے حکم شرک کے ان کے سب حکم مانو۔

(3) نماز قائم رکھو۔

(4) علم الٰہی پر ایمان رکھو کہ وہ تمہاری ہر حرکت سے واقف ہے۔

(5) بھلی بات کا حکم دو۔

(6) بری باتوں سے منع کرتے رہو۔

(7) لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آؤ۔

(8) زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔

(9) ہر ایک معاملہ میں میانہ روی اختیار کرو۔

(10) اپنی آواز کو دھیما رکھو۔“

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم میں موجود حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو کی گئی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

عظیم کولمبیا

اقبال احمد نجم۔لندن

1821ء میں لاطینی امریکہ کے دیگر ممالک کی طرح عظیم کولمبیا نے بھی سپین سے آزادی حاصل کی۔ اس وقت اس اتحاد میں جسے عظیم کولمبیا کا نام دیا گیا، کولمبیا کے ساتھ وینز ویلا، ایکواڈور، پیرو، بولیویا اور پانامہ بھی شامل تھے۔ لیکن 1829ء میں وینز ویلا اور 1830ء میں ایکواڈور اس اتحاد سے نکل گئے اور بقیہ ریاست کو New granada (نیا غرناطہ) کا نام دیا گیا۔ لیکن 1863ء میں اس کا نام بدل کر صرف کولمبیا کر دیا گیا۔ یہ ملک سیاسی مصروفیات کا مرکز بن گیا۔ 30 سال یہاں پر لبرل پارٹی نے حکومت کی اور پھر کنزرویٹو پارٹی غالب آگئی اور انہوں نے یہاں کا آئین پیش کیا جس میں سو سال تک کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ لبرل پارٹی کی بغاوت نے 1899ء میں ملک میں سول وار کا آغاز کر دیا۔

بالآخر لبرل پارٹی 1902ء میں شکست کھا گئی۔ اس دوران یہاں کوئی ایک لاکھ افراد مارے جا چکے تھے۔ 1930ء میں پانامہ نے بھی امریکن دباؤ کی وجہ سے آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد 40 سال تک حالات پُرامن رہے۔

1948ء سے 1957ء تک اس کی وجہ سے 3 لاکھ اشخاص مارے جا چکے تھے۔ 1957ء میں دونوں پارٹیاں ایک صدر کے تحت اس شرط پر کام کرنے کے لئے تیار ہوگئیں کہ سیاسی دفاتر میں نصف اقتدار تقسیم ہو۔ چنانچہ اس فارمولے کے تحت 16 سال تک استحکام رہا۔ 1978ء میں یہ معاہدہ ختم ہوا مگر اس کی تجدید پر اتفاق کیا گیا اور 1986ء تک یہ معاہدہ قائم رہا اور اس پر عمل کیا جاتا رہا۔

1986ء میں لبرل کے امیدوار Virigilio Braco نے صدارتی انتخاب جیت لیا۔ FARC کے گوریلوں نے ایک سیاسی پارٹی بنائی اور 10 سیٹیں کانگریس میں حاصل کیں۔ لیکن دائیں بازو والوں نے اس پارٹی کو ماننے سے انکار کر دیا اور 1990ء میں ان کے مشترکہ امیدوارِ صدارت (گوریلا پارٹی+لبرل پارٹی) Luis Carlos Galan کو قتل کر دیا گیا اور ملک میں پھر بد امنی کی صورت پیدا ہوگئی اور افواج اور گوریلوں کے درمیان جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہا۔

منشیات کا کاروبار

کولمبیا میں دو علاقے ہیں Medellin اور Cali۔ ان دو علاقوں میں منشیات کا عالمی کاروبار ہوتا ہے اور یہ تمام جرائم کے مراکز ہیں۔ دونوں علاقوں کا طریقہ کار مختلف ہے۔ میڈیلین والے تشدّد پسند ہیں اور کالی والے خاموش پسند، اور مصلحت پسندی سے اپنا کام نکالتے ہیں۔ آپ اس سے ہی اندازہ لگالیں کہ Sampres کی انتخابی مہم کے دوران (1979ء تا 1995ء) کالی کے لوگوں نے 6 ملین ڈالر کی امداد دی۔ مارچ 1996ء میں امریکہ نے کولمبیا کو ان ممالک کی لسٹ میں شامل کیا جہاں کی حکومت منشیات کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ جس پر سامپرس نے کالی کے بڑے بڑے کاروباریوں کو پکڑا اور جیل میں ڈال دیا۔ مگر عجیب بات تو یہ ہے کہ منشیات کے وڈیروں نے جیل سے بھی اپنے کاروبار کو جاری رکھا جس پر امریکہ نے کولمبیا کی امداد بند کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں جرائم کی تعداد بڑھ گئی اور گوریلا تنظیمیں FARC اور ELN پھر سے برسرپیکار ہوگئیں۔ یہاں پر 60 قبائلی گروپ سے تعلق رکھنے والے 4 لاکھ افراد آباد ہیں۔ تعلیم بھی مفت ہے مگر دیہات میں بچے سکول ہی نہیں جاتے۔

معاشیات

کہنے کو تو یہاں کی معیشت برازیل کے بعد آتی ہے اور یہاں کی روایتی پیداوار یہ ہیں: کافی (عربی کافی)، گنا، روئی، کیلا، ٹیکسٹائل اور پھول۔ جو اشیاء باہر بھجوائی جاتی ہیں ان میں ادویات، باربرداری کی مشینری، سیمنٹ، دھات کا سامان اور کاغذ ہیں۔ شعبہ کان کنی میں کوئلہ، نکل، چاندی، سونا اور قیمتی پتھر، پلاٹینم شامل ہیں۔ نیز یہ ملک سونا اور پلاٹینم اور قیمتی پتھر پیدا کرنے والا بڑا ملک ہے۔ تیل بھی ان کی برآمدات کا ایک چوتھائی ہے۔ گوریلا کی مہمات کی وجہ سے تیل کی پیداوار اور تقسیم میں کافی دقت پیدا ہوتی رہتی ہے۔

اگر یہاں منشیات پر کچھ کنٹرول ہوتا تو یہ اپنے بیرونی قرضوں پر نظر ثانی کا متحمل ہوتا۔ لیکن یہاں کی معیشت دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے۔ قدرتی وسائل کی یہاں پر کوئی کمی نہیں ہے مگر اس کے انتظامات میں کمزوری ہے اور گورنمنٹ کا گوریلاز پر کنٹرول نہ ہونے اور اکثر ہڑتالوں کی وجہ سے مشکلات میں اضافہ ہوتا ہے۔ بینکنگ کی حالت بھی 1982ء سے مشکلات کا شکار ہے۔ 1999ء تک 20 فیصد لوگ فارغ تھے اور معاشی بدحالی کی وجہ سے ملکی محصولات میں بھی کافی کمی واقع ہو جاتی ہے اور اس خلا کو پُر کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً یہ ڈالر کے بالمقابل اپنی کرنسی کی قیمت میں کمی کر دیتے ہیں

گورنمنٹ

ان کا صدر مقام Bogola ہے۔ سینٹ کی 102 اور اسمبلی کی 163 سیٹیں ہیں۔ چار سال کے لئے ایک صدر منتخب ہوتا ہے جس کا انتخاب دوبارہ نہیں ہوسکتا۔ 1991ء میں ہی تجدید کے 1886ء کا آئین جاری کیا گیا۔ یہ ملک 23 حصوں میں منقسم ہے۔ یہاں آزادی تحریر و تقریر ہر کسی کو حاصل ہے۔ سرکاری زبان سپینش ہے۔ مذہباً اکثریت عیسائی رومن کیتھولک ہیں۔ آئینی طور پر مذہبی آزادی ہے۔

2۔ وینز ویلا Venezuela

یہ ملک پہلے عظیم کولمبیا کا حصہ تھا۔ 1830ء میں علیحدہ ہوا اور یہاں کی پارٹیوں لبرل اور کنزرویٹو میں بذریعہ انتخابات امورِ سلطنت سر انجام دیئے جاتے رہے۔ 1998ء میں صدر کرنل HugoChavez نے وینزویلا کی معیشت میں اصلاحات کرنے کا اعلان کیا اور تیل پر آزادی دی، چاہے جو مرضی کاروبار کرے۔ سیاست اور تیل کے کاروبار کو علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے ملک خرابیوں اور غیر مستعدی کی طرف بڑھنے لگا۔

آبادی

یہاں کی زیادہ تر آبادی سپینش اور انڈین کی مخلوط ہے۔ 1950ء میں یہاں یورپ سے 8 لاکھ افراد نے ہجرت کی۔ اس طرح تقریباً ڈیڑھ لاکھ افراد خالص انڈین اور ریجن کے ہیں۔ یہ لوگ ایمازوما برازیل کے ساتھ ساتھ yanomame اور Wayuir-Bari اور کولمبیا کے بارڈر کے ساتھ ساتھ آباد ہیں۔ یہ ملک اپنی دولت کے باوجود بہت سے سوشل مسائل کا شکار ہے۔ بہت سے دیہاتی شہروں میں منتقل ہو گئے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے مسائل بھی پیدا ہوئے ہیں عجیب بات تو یہ ہے کہ یہاں کے کسان ملک کو اتنی خوراک بھی مہیا نہیں کرتے کہ یہ خودکفیل ہو جائے۔ انہیں لوبیہ اور چاول بھی باہر سے درآمد کرنے پڑتے ہیں۔

معاشیات

یہ ملک قدرتی وسائل میں بہت امیر ہے اور مغربی کرّہ ارض میں سب سے زیادہ تیل کے ذخائر یہاں موجود ہیں۔ Marcaibo اور Orinoco میں 1.5 ٹریلین بیرل ریزرو ہیں اور اس کے علاوہ 356 ٹریلین کیوبک میٹر قدرتی گیس کے ریزرو موجود ہیں۔ اس کے علاوہ 500 ملین ٹن کوئلہ کے ریزرو ہیں۔ Zulia اور Tachira کے صوبوں میں Guri ڈیم جو شہر Gayana کے پاس ہے، اس سے کافی ہائیڈرو الیکٹرک توانائی حاصل ہوتی ہے۔ کان کنی میں ان کے پاس لوہے، کوئلہ اور نکل کے علاوہ سونا بھی ہے۔ یہ ملک سستی انرجی کی وجہ سے بھاری صنعتیں لگا سکتا ہے۔ یہاں دُنیا کا سب سے زیادہ ایلیمونیم پیدا ہوتا ہے۔ سٹیل اور ایلیمونیم کی 24 کے قریب کمپنیاں ہیں جو پرائیوٹ سیکٹر کو دی گئیں ہیں اور 345 بلین ڈالر سالانہ پیدا کرتی ہیں۔ زرعی پیداوار نہ ہونے کے برابر ہے۔ دوسرے ملکوں کی طرح مکئی ان کی بنیادی پیداوار ہے۔ گنا بہت ہے۔ شوگر کی برآمدات کافی ہوتی ہیں۔ کوکوا اور کاٹن باہر بھجوائی جاتی ہیں مگر غذائی کمی ہے اور ملک غذائی ضروریات میں خودکفیل نہیں۔ روپے کی کمی ہے اور کان کنی کے لئے بھی قرض لینا پڑتا ہے۔ تیل کے ذخائر کی وجہ سے 1980ء میں باوجود یہ کہ ان کے ذخائر 20 بلین ڈالر تھے مگر ملک مقروض تھا۔ 1982ء میں 21 بلین ڈالر کا قرضہ ری شیڈول کیا گیا، جس کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں کمی آئی اور محصولات 44 فیصدی کم ہو گئے۔ نئی انتظامیہ نے 1989ء میں دوبارہ ورلڈ بنک اور IMF کی طرف رجوع کیا۔ 1999ء میں صدر Chavez کی حکومت نے اپنا مطمح نظر بنایا کہ عام انسان کی غربت کو دُور کیا جائے گا۔ اس نے بدعنوانی اور دیگر خرابیوں کو دُور کرنے کے لئے مہم جوئی شروع کی اور ضیاع کو ختم کیا۔ غیرموثر ملکی دفاتر کو بند کیا۔ تیل، گیس اور کان کنی کے شعبہ جات کو پرائیوٹ Investment کے لئے کھول دیا۔ پیٹروکیمیکل میں زیادہ توجہ دی۔ Crud تیل کا برآمد شروع کیا جس کی وجہ سے عمدہ نتائج کی امید کی جاسکتی ہے

حکومت

یہ فیڈرل ری پبلک ہے۔ 22 ریاستیں اور ایک فیڈرل ضلع ہے۔ سینٹ کی 49 اور اسمبلی کی 201 سیٹیں ہیں۔ 23 جنوری 1961ء کا آئین لاگو ہے۔ ووٹ دینا ہر ایک کے لئے لازمی ہے۔ ووٹ دینے کی عمر 18 سال ہے۔

3۔ ایکواڈور Ecuador

اس ملک میں جنوبی امریکہ کے تمام ملکوں سے زیادہ گنجان آبادی ہے۔ 48 فیصدی لوگ ساحلی علاقوں میں اور 47 فیصدی لوگ کوہِ Anden میں رہتے ہیں 1989ء کی شماریات کے مطابق یہاں 40 فیصدی لوگ وہ ہیں جو امریکنوں کے ساتھ مخلوط ہیں۔ 40 فیصدی وہ ہیں جو دیگر یورپیئن کے ساتھ مخلوط ہیں۔ 15 فیصدی خالص سفید فام، 5 فیصدی سیاہ فام ہیں اور 3 ملین کچوا زبان بولنے والے اور بلند پہاڑیوں پر رہنے والے انڈین ہیں اور 70 ہزار ڈھلانوں پر رہنے والے انڈین ہیں۔ یہاں پر Choloسلسلہ کوہ میں اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو سفید فام کیساتھ مخلوط ہوئے ہوں۔ پیرو میں بھی ان کے لئے یہی لفظ بولا جاتا ہے۔ ایک اور لفظ ہے جو ان کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو تین طرح سے مخلوط ہوتے ہیں اور montorico کہلاتے ہیں۔

معاشیات

1972ء سے قبل تو یہ زرعی ملک تھا یا ماہی گیری کی جاتی تھی لیکن پھر تیل نکل آنے کی وجہ سے ان کی خوش قسمتی شروع ہوئی۔ ایک تہائی لوگ ابھی بھی زراعت میں ہی مصروف رہتے ہیں اور 45 فیصدی آمدنی غیر ملکوں سے حاصل کرتے ہیں۔ کیلے، کافی، کوکوا، پھل، سبزیاں، مچھلی خاص طور پر Tunaاور سارڈین اور دیگر sea food یہاں کی پیداواریں ہیں۔ کان کنی ابھی یہاں اتنی فائدہ بخش نہیں ہے zamoza کے علاقہ میں 700 ٹن گولڈ کے ریزرو ملے ہیں غیر ملکی کمپنیاں بھی یہاں پر سونے، چاندی، سکّے، زنک، اور تانبے میں (جنکا جنوب میں امکان ہے پائے جاتے ہیں) بہت دلچسپی لے رہی ہیں۔ 1980ء میں یہ ملک بھی مقروض ملکوں کی صف میں شامل ہو گیا۔ 1987ء کے زلزلے میں تیل کی پائپ کو کافی نقصان پہنچا جس کی وجہ سے پبلک فائنانس پر کافی بوجھ قرضے کا بڑھ گیا ہے۔

اس ملک کا نام اس میں خط استوا ہونے کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہے۔ جو پہاڑ اس ملک میں پائے جاتے ہیں ان میں دُنیا کا بیدار ترین مرکز زلزلہ پایا جاتا ہے۔ اس بلقان سے لگا تار دھواں خارج ہوتا رہتا ہے۔ یہاں بہت سے انڈین کے ایسے گروپ رہتے ہیں جو برازیل کے Amazon کولمبیا اور پیرو کی طرف سے (Commen) مشترک ہیں کیونکہ اُن ممالک کی سرحدیں بھی اس کے ساتھ ملتی ہیں۔ یہاں کا دارالخلافہ Guayagui کہلاتا ہے۔ اس ملک کے 21 صوبے ہیں۔ 1978ء کے آئین کے تحت صدر اور نائب صدر 4 سال کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں جو دوسری دفعہ بھی منتخب کئے جاسکتے ہیں۔ ایک ہی اسمبلی 77 ممبران پر مشتمل ہوتی ہے جن میں 65 صوبائی اور 12 قومی نمائندے ہوتے ہیں۔ 1994ء میں آئین کی تجدید کی گئی تھی، یہاں کے شہری دوہری شہریت رکھ سکتے ہیں۔

4۔ پیرو Peru

یہ لاطینی امریکہ کا تیسرا بڑا ملک ہے اور یہ فرانس کے دوگنے سے بھی زیادہ بڑا ہے۔ اس کا مغربی ساحل تمام ریگستان ہے جہاں بہت کم بارش ہوتی ہے۔ پھر یہاں سے سلسلہ کوہ مشرق کی طرف آہستہ آہستہ بلند ہوتا جاتا ہے اور جونہی بلند ہوتا ہے، برفانی ہو جاتا ہے اور پھر اس کی ڈھلانوں پر ایمازون کے وسیع میدانی جنگلات بھی پائے جاتے ہیں۔ اس کی ریگستانی پٹی 2250 کلومیٹر لمبی ہے اور تمام ملک کا 11فیصدی ہے جہاں پر ملک کی 44 فیصدی آبادی رہتی ہے۔ یہ علاقہ معاشی اعتبار سے ملک پیرو کا دل ہے۔ جو زیادہ تر درآمدات خرچ کرتے اور نصف برآمدات کا مہیا کرتے ہیں۔ دریا جب آبپاشی کریں تو اس کی وادیاں سونا اُگلتی ہیں۔ یہاں روئی، گنا، چاول اور قیمتی سبزی Asparagus بہت ہوتی ہے۔ شمال کی جانب انگور، زیتون اور جنوب کی طرف مچھلی بہت ہوتی ہے۔ پیرو کے ساحلوں پر دُنیا کے دیگر تمام ساحلوں سے زیادہ مچھلی پکڑی جاتی ہے۔

اس کی بلندیاں ملک کا 26 فیصدی ہیں جو 3000 میٹر تک بلند ہیں اور ملک کی 50 فیصدی آبادی ان میں رہتی ہے۔ دریا جو اس سلسلہٗ کوہ سے نکلتے ہیں ایمازون کے بڑے دریا میں جا شامل ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ کوہ گھاس سے ڈھکا ہوا ہے جہاں ریوڑ پائے جاتے ہیں جن سے اُون اکٹھی کی جاتی ہے۔ یہاں 13 ملین ہیکٹر پر کھیتی باڑی ہوتی ہے۔ روئی سے کپڑے بنانے کی صنعت نے ترقی کی، اسی طرح گوشت پیدا کرتے ہیں۔ ایک جانور یہاں پایا جاتا ہے جسے Llamas کہتے ہیں جو ٹرانسپورٹ کے کام آتا ہے۔ خوراک میں یہ لوگ خود کفیل ہیں۔ 1990ء میں 80 ہزار مزدور کانوں میں کام کر رہے تھے۔ ملک کا 62 فیصدی جنگل سے ڈھکا ہے مگر اس میں صرف 5 فیصدی آبادی رہتی ہے۔ دریا جو بڑے ہیں ان میں کشتی رانی کے ذریعے باربرداری کی جاتی ہے۔ لکڑی کے ریزرو میں ربڑ۔ پٹ سن، پھل کافی پائی جاتی ہیں۔ ریوڑ پالتے ہیں اور تیل کے ذخائر بھی یہاں پر پائے جاتے ہیں۔ کوہ اندس کے سلسلہ میں یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ یہاں دسمبر سے اپریل تک موسم گرما ہے اور مئی سے نومبر تک موسم سرما ہے۔

معاشی حالات

یہاں کے لوگ زراعت، جنگلات اور ماہی گیری کے ذریعے سے کماتے ہیں۔ 1995ء کے ایک قانون میں زمین کی ملکیت کو محدود کیا گیا تھا، اب اس قید کو ختم کر دیا گیا ہے تاکہ کوئی جتنی چاہے زمین رکھے اور اس طرح سے زراعت میں زیادہ سے زیادہ رقم لگانے کا حوصلہ بڑھے اور اس طرح سے زرعی اجناس کی برآمدات بڑھیں۔ فصلیں روئی چاول شوگر اور پھل اور قیمتی سبزی asparagus ہیں۔ 1991ء سے 1996ء کے درمیان 1.78 ملین ٹن مچھلی کا گوشت انہوں نے مہیا کیا تھا۔ کوشش کی جارہی ہے کہ Inea لوگوں کے وقت کی خود کفالت کو حاصل کیا جا سکے۔

کان کنی یہاں روایتی طور پر ہے۔ گوریلوں کی مہمات اور پڑتالوں سے یہ پیشہ بہت متأثر ہوتا ہے۔ 1992ء میں کان کنی کے قانون بنائے گئے اور اس پیشہ کو پُر کشش بنانے کی کوشش کی گئی چنانچہ اس میں ترقی ہوئی ہے۔ 80 کان کن کمپنیاں یہاں کام کر رہی ہیں۔

جنوبی ساحل سے ملحق سلسلہ کوہ میں جو کان کنی کا علاقہ ہے چاندی۔ سونا۔ زنک۔ تانبا۔ لوہا نکلتا ہے۔ گورنمنٹ کی کمپنیاں پرائیویٹ کمپنیوں کو اپنے اثاثے فروخت کر رہی ہیں۔ کچھ کانیں امریکہ کی کمپنیوں سے خریدی ہیں۔ یہاں اس ملک میں اعلیٰ درجہ کی تانبے کی کانیں، لاطینی امریکہ ممالک میں سے سب سے بڑی سونے کی کان بھی پائی جاتی ہے جو سالانہ ایک ملین اونس سونا پیدا کرتی ہے۔ پیرو لاطینی امریکہ میں سونا پیدا کرنے والا leading ملک ہے۔ اسی طرح تیل شمال مشرق جنگلات میں موجود ہے، نئے ریزرو بھی وہاں پر تلاش کئے جا سکتے ہیں۔ تیل کی پیداوار 195 ملین بیرل تک ہے۔ قدرتی گیس کے ریزرو condensate کے ریزرو جنگلات میں 11ٹریلین کیوبک فٹ موجود ہیں اور 600 ملین بیرل Condensateکے ہیں، بنام Petro Peru کمپنی بنائی گئی ہے۔ 1996ء میں اس نے کام شروع کیا یہ Condensate63 گنا زیادہ تیل کے برابر ہے۔ 1980ء میں رائل ڈچ تیل والوں نے یہ علاقے دریافت کئے تھے، یہ ملک بھی اپنے بڑے پراجیکٹ کے لئے ورلڈ بنک اور IMF سے قرضے لیتا رہا اور مقروض ہو گیا۔

حکومت

اکتوبر 1993ء کا آئین لاگو ہے۔ 18 سال کے مرد اور عورتیں ووٹ دیتے ہیں اور 60 سال تک ووٹ دینا ضروری ہے جو ووٹ نہ دے اُسے جرمانہ ہوتا ہے۔ ایک ہی اسمبلی ہے جس کے 80 ممبرز ہیں۔ صدر 5 سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے اور دوبارہ بھی اُسے منتخب کیا جا سکتا ہے۔

5۔ بولیویا Bolivia

سلسلہ کوہ anden اس ملک میں 650 کلومیٹر تک پایا جاتا ہے۔ یہ سلسلہ کوہ مغربی کنارہ پر بولیویا کو چلّی سے جُدا کرتا ہے۔ اس میں 5800 سے لے کر 6500 میٹر تک بلند چوٹیاں پائی جاتی ہیں، جن میں کئی زندہ بلقانی چوٹیاں ہیں۔ مشرق کی طرف پہاڑ بغیر درختوں کے یعنی چٹیل ہیں۔ اکثر سطح سمندر سے 4000 میٹر بلند ہیں۔ بعد دوپہر خنک ہوائیں چلتی ہیں اور ریت کا طوفان ساتھ لے آتی ہیں۔ یہ بولیویا کے 102300 مربع علاقہ پر مشتمل ہے اور 140 سے 840 کلومیٹر تک چوڑا ہے اور ملک کا 10فیصدی مغربی جانب ہموار ہے تو مغربی کنارہ اُسے دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اس ملک کا شمالی حصہ زیادہ زرخیز بھی ہے اور آباد بھی۔ البتہ جنوبی حصہ ریگستانی ہے اور آباد بھی نہیں۔ یہاں کچھ چھوٹے شہر ہیں مگر ان کان کنوں پر 70 فیصدی آبادی کا انحصار ہے۔ یہاں کے نصف لوگ دیہاتی ہیں۔ اس کے مشرقی کنارہ کے اندر جھیل Titicaca واقع ہے۔ اس علاقہ میں 6 چوٹیاں 6000 میٹر بلند ہیں اور اس کے شمال مشرقی جانب Amazon کی اُترائی ہے اور دڑوں سے راستہ جو Villazon سے ہوتا ہوا ارجنٹائن کی طرف ujuni سے ملتا ہے۔

جھیل Titicaca کیا ہے بس Altiplano کے اختتام پر اندرون علاقہ ایک سمندر رہی ہے جو 8965مربع میٹر اور 3810 میٹر کی بلندی پر ہے۔ دُنیا میں سب سے بلند وہ پانی ہے جس میں کشتی رانی کی جا سکتی ہو۔ اس کی لمبائی 171 کلومیٹر اور چوڑائی 64 کلومیٹر ہے اور زیادہ سے زیادہ گہرائی 280 میٹر ہے۔ ٹمپریچر یہاں کا 10

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

سنٹی گریڈ ہے اور یہ Aymara انڈین آبادیوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوتی ہے کہ اس کے پانی سے اپنی زمین میں آبپاشی کرتے ہیں اور اپنی بھیڑیں اور اپنے جانور بنام llamas چراتے ہیں جو بار برداری کے کام آتا ہے۔ llamas یہاں ایک جانور ہے جو گدھے جیسا مگر سر چھوٹا اور اس کی گردن لمبی ہوتی ہے اور اس پر سے دو یا اڑھائی کلو اُون بھی اُتر آتی ہے۔ اسی قسم کا ایک اور جانور یہاں پر ہے جو Alpaca کہلاتا ہے۔ llamas سے چھوٹا ہے، صرف اُون پیدا کرنے والا جانور ہے۔ اس علاقہ میں آلو بہت ہوتے ہیں اور کئی قسم کے اجناس بھی اُگائے جاتے ہیں۔ مکئی یہاں کی غذا ہے، مچھلیاں کئی قسم کی ہیں جو جھیل Titicaca نے ان کے لئے جمع کی ہوتی ہیں مثلاً Boga مچھلی سفید pijerry اور قوسِ قزح اور سالمون اور ٹراؤٹ وغیرہ۔ یہ اِردگرد کے علاقوں میں بہت فروخت کی جاتی ہیں۔ یہاں پر انڈین کی کانیں جن میں چاندی کے بہت ذخائر ہیں اس سلسلہٴ کوہ کو Cerro Rieo (امیر سلسلہٴ کوہ) کہا جاتا ہے۔ کان کنی کے مراکز La Paz سے 210 کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں زیادہ تر کانیں investment کی کمی کی وجہ سے بند پڑی ہیں۔ حالانکہ یہاں پر چاندی، تانبے اور ٹِن، antimony، bismuth، سکے زنک اور سونے کے ذخائر موجود ہیں جہاں سے لوہا، پوٹاشئیم lithium بھی نکالتے ہیں۔ سپینش لوگوں نے 200 سال تک یہاں سے چاندی نکالی ہے۔ بولیویا کے مشرق میں سونے کے مزید ذخائر دریافت ہوئے ہیں San cristoba کی کانوں سے سلور۔ زنک اور سکّہ نکالنے کے لئے 2001ء میں دوبارہ کھولا گیا تھا۔

بولیویا میں مشرقی کنارہ کوہ سے برازیل کی سرحد تک اور شمال مشرق کی جانب پیراگوئے اور ارجنٹائن تک ہموار زمین ہے اور یہ ملک کا 70 فیصدی ہے مگر اس علاقہ میں ملک کی 20 فیصدی آبادی رہتی ہے اس میں بہت گہرا جنگل ہے۔ Jesmita مبلغین نے ان علاقوں میں حکومت کی اور یہاں پر san jose de chiguntos کی یادگار ہے۔ ان مبلغین کو 1767ء میں ان علاقوں سے نکال دیا گیا تھا۔ کیونکہ ان میں بہت خرابیاں پیدا ہوگئیں تھیں۔ اس علاقہ میں ایک دریا Mdeira ہے جو کہ Amazon میں جاگرتا ہے اور بہت سی آبشاریں بناتا ہوا جاتا ہے جس میں کشتی رانی کے ذریعہ باربرداری ممکن نہیں ہے۔ سڑکیں اب بنائی جارہی ہیں جن کے ذریعہ لاپاز اور santa eruz کو ملایا جارہا ہے۔ ان علاقوں میں تیل، گیس، سونا اور لوہا پائے جاتے ہیں۔ ان علاقوں میں انویسٹمنٹ ہو تو بولیویا بہت ترقی کرسکتا ہے۔

بولیویا کی سیاست

عظیم کولمبیا کے ساتھ آزادی حاصل کی اور ان کے ساتھ شامل رہا۔ chaeo کی جنگ جیت جانے کے بعد اس علاقے کا تشخص ابھرا۔ نوآبادیاتی دَور میں ان کی چاندی کی کانیں بہت اہم رہی ہیں۔ ان کی تھوڑی سی فوج کو کان کن کمپنیوں کی طرف سے بھی کافی مدد دی جاتی تھی۔ la paz کا شہر جس کے اِردگرد دکانیں تھیں سیاست کا مرکز بن گیا۔ بولیویا بہت بڑا ملک ہوتا مگر انہیں اپنی آزادی کے اعلان سے قبل ہی اپنے کافی علاقے سے ہاتھ دھونے پڑے۔ سیاست دانوں کی کوشش رہی کہ بولیویا اور پیرو کا اتحاد قائم رہے۔ پیرو کی شکست سے Ataean کا بہت سا علاقہ جو بولیویا میں تھا ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جب برازیل نے دخل دیا تو بدلے کے طور پر چِلّی اس بات پر راضی ہوگیا کہ وہ عوض میں اریکا اور لاپاز کے درمیان ریلوے لائن بنا کر دے گا اور جب برازیل نے Aero کے اہم علاقے میں 1903ء میں آ کر انتظام سنبھالا تو وعدہ کیا گیا کہ بولیویا کو ایک اور ریلوے لائن بنا کر دی جائے گی۔ لیکن موموری میڈیرا لائن کی تکمیل نہ ہوسکی اور بند کر دی گئی اور ایک نامکمل ریلوے لائن بولیویا کے حصہ میں آئی۔ 1932ء میں پیراگوئے کے ساتھ چاکو کی زمین کا مسئلہ جنگ کی صورت اختیار کر گیا۔ اس جنگ میں ناکامی کی صورت میں تین چوتھائی چاکو سے ہاتھ دھونے پڑے۔ بولیویا چاہتا تھا کہ پیراگوئے کے دریا کے ذریعہ اس کی رسائی سمندر تک ہوجائے گی تا کہ تجارت میں آسانی ہو مگر ایسا نہ ہوسکا۔

حکومت

یہاں پر 1967ء کے آئین کے مطابق حکومت چل رہی ہے۔ صدر 5 سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے اور دوسری دفعہ اس کا انتخاب نہیں ہوسکتا۔ سینٹ کے 27 ممبر ہیں اور اسمبلی کی 130 سیٹیں ہیں۔ یہاں کے دو دارالخلافے ہیں۔ لاپاز میں گورنمنٹ کا مرکز ہے اور Suere میں سپریم کورٹ ہے۔ 1983ء میں خشک سالی نے بہت نقصان پہنچایا ہے اور پھر مشرقی زیریں حصہ کو سیلاب نے بہت نقصان پہنچایا اور زراعت کا ستیاناس ہوگیا، انفیکشن کا دباؤ بڑھ گیا۔ ورلڈ بنک اور آئی۔ ایم۔ ایف سے قرضے لئے گئے اور بعض سالوں میں 50 فیصدی کے حساب سے اور بعض میں 25 فیصدی کے حساب سے واپس بھی کئے گئے۔ ان کے بین الاقوامی ریزرو 1997ء میں ایک بلین ڈالر تھے۔ یہ ملک اپنے ہمسایہ ملکوں کی نسبت کسی قدر بہتر معاشی طاقت کا حامل ہے۔

بقیہ: فرمانِ خلیفہٴ وقت......از صفحہ 1

’’مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون؟‘‘ سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ’’اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔‘‘

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ (الاحقاف: 16) کہ میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔ پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جولائی 2017ء)

☆...☆...☆

طلوع وغروب آفتاب

02/اکتوبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:56	18:07
مدینہ منورہ	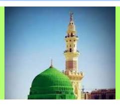	04:56	18:07
قادیان		05:02	18:12
ربوہ		04:42	17:52
اسلام آباد ٹلفورڈ	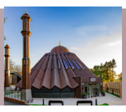	05:43	18:29